

PARTICIPATORY MODES OF FINANCING AND INTEREST FREE BANKING: AN ANALYTICAL STUDY OF ISLAMIC BANKING PERFORMANCE IN PAKISTAN

غیر سودی بینکاری اور شرکت و مضاربیت: پاکستانی اسلامی بینکوں کی کارکردگی کے تناظر میں ایک تجزیاتی مطالعہ

Muhammad Mushtaq Ahmed, Assistant Professor, Islamic Studies, University of Swat.

Hafiz Fazal-e-Haq Haqqani, Lecturer, Islamic Studies, University of Swat.

ABSTRACT: Islamic banking was re-launched in Pakistan in 2002-03. since then, Islamic banking has flourished in the country by grabbing significant portion from its conventional counterpart. In this phase, as recommended by the Sharia scholars and pioneers of the Islamic banking industry, different financing products were introduced by the Islamic banks according to the demand of different category of customers based on Murabaha, Ijara and Diminishing Mishawaka etc. however these scholars suggested that preference may be given to Musharaka and Mudaraba based financing to promote real profit and loss based financing. In this paper, the concept of banking Musharaka, Running Musharaka and Mudaraba along with analysis of utilization of these contract based products in previous ten years in the Islamic banking industry of Pakistan is studied. It is noted that both contracts are under-utilized by the Islamic banking industry. The possible reasons behind underutilization of the products are also examined and recommendations are presented for the promotion of Musharaka and Mudarba based products.

KEYWORDS: Mudarba, Musharka, Runnning Musharaka, Islamic Banking, Interest free

مملکت خداداد پاکستان 14 اگست 1947ء کو معرض وجود میں آیا، یہ کرہ ارض پر سب سے بڑا واحد ملک ہے جو اسلامی نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا۔ اسی نظریہ کی پاسداری اور ایک مسلم اکثریتی ریاست ہونے کے ناطے مملکت پاکستان میں تمام شعبہ ہائے زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ضرورت کی بناء پر تمام قوانین کو اسلامی ضوابط کے تحت لانے کی کوششیں کی گئیں۔ چونکہ معاشی معاملات عصر حاضر میں کسی بھی مملکت کے لئے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں اسی لئے معاشی معاملات کو اسلامیانے کے عمل کے لئے بھی کوششوں کا آغاز ہوا۔ معاشی معاملات میں کسی بھی ملک کے مرکزی بینک کا اہم کردار ہوا کرتا ہے، اسی مقصد کی خاطر پاکستان میں سٹیٹ بینک آف پاکستان کا وجود عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ 1948 میں گورنر آف سٹیٹ بینک آف پاکستان جناب زاہد حسین نے سٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا: معاشی ماہرین کو چاہئے کہ وہ بینکاری کے نظام کو اسلامی اصولوں اور تقاضوں کے عین مطابق استوار کرنے کا جائزہ لیں، ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ تحقیقاتی شعبہ جسے ہم سٹیٹ بینک میں قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، ہمارے نظریاتی مسائل کے اس سب سے اہم پہلو پر خصوصی وجہ مبذول کرے گا¹

سٹیٹ بینک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب، بانی پاکستان، محمد علی جناح کی زیر صدارت منعقد ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی صدارتی تقریر کے دوران گورنر اسٹیٹ بینک کی بات کی بھرپور تائید کرتے ہوئے واضح انداز میں مغربی ممالک کی ناکامی کی وجہ کو یوں بیان فرمایا تھا:

"مغربی ممالک کے نظام معیشت نے انسانیت کیلئے شدید مسائل پیدا کئے ہیں۔ وہ بین الاقوامی سطح پر تفریق مٹانے اور انصاف قائم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ اس لئے مغربی نظام معیشت کے نظریے کا انتخاب ہمارے مقصد یعنی ایک خوشحال اور پرسکون ملک کے حصول میں رکاوٹ ثابت ہو گا۔² قائد اعظم محمد علی جناح نے سٹیٹ بینک آف پاکستان پر زور دیا کہ وہ بینکاری کے اس نظام کو اختیار کرے جو شریعت اسلامی کے اصولوں کے مطابق ہو اور نہ صرف مسلمانوں کی بلکہ ساری انسانیت کی فلاحی خدمات کو بخوبی سرانجام دے۔ 1973ء کے آئین کے حصہ دوم کا دوسرا باب معاشی پالیسی سے متعلق ہے۔ اسی طرح آئین کے آرٹیکل 38 کی شق "F" واضح اور غیر مبہم طور پر بیان کرتی ہے کہ ریاست، معاشی نظام سے جتنا جلد ہو سکے سود اور ربوا کی بیخ کنی کرے³۔ سٹیٹ بینک آف پاکستان کی قائم کردہ "سپیرٹڈ ٹاسک فورس" کی تجاویز کے مطابق بینکوں نے یکم جنوری 1981ء سے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار نفع و نقصان کی شرط پر سرمایہ قبول کرنا شروع کیا⁴۔ تاہم معیشت سے وابستہ اسلامی شریعت کے ماہرین نے اس نظام کو شرعی خامیوں کی بنیاد پر قبول نہیں کیا۔ اس دوران فیڈرل شریعہ کورٹ کے فیصلے⁵ اور اس کے بعد 1999 میں سود کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کی وجہ سے، سٹیٹ بینک آف پاکستان نے 2000-01ء میں اسلامی بینکنگ ٹاسک فورس کا قیام عمل میں لا کر اسلامی بینکاری کے لئے کچھ قواعد و ضوابط بنائے⁶ جبکہ مرکزی بینک میں اسلامک بینکنگ ڈویژن کا قیام عمل میں لایا گیا، جس کے بعد پرائیویٹ سیکٹرز کو مکمل اسلامی بینک قائم کرنے کا اجازت نامہ جاری کرنے کا طریقہ کار وضع کیا گیا۔⁷ اس وقت سے لے کر اب تک ملک میں کئی بینکوں نے مکمل اسلامی بینکاری کے لائسنس حاصل کر کے اسلامی بینکاری کا آغاز کیا جبکہ سترہ بینکوں نے اسلامی بینکاری کے لئے شاخیں کھولیں یا سبسڈری کے ذریعہ اسلامی بینکاری کا آغاز کیا⁸۔

اسلامی بینک اور سرمایہ کاری کے ذرائع: اسلامی بینکوں کے لئے نفع و نقصان کی بنیاد پر شرکت اور مضاربت کے عقد کے تحت رقوم کی وصولی اور کھاتوں کے کھولنے کا طریقہ کار اپنانے کی سفارش کی گئی جبکہ ان ذرائع سے وصول شدہ رقوم کی سرمایہ کاری کے لئے مختلف ذرائع تمویل کی سفارش کی گئی۔ جن میں مرابحہ، اجارہ، سلم، استصناع، مشارکہ اور مضاربہ شامل تھے⁹۔ تاہم ماہرین شریعت نے ان عقود کو بطور تمویل استعمال کی اجازت دیتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی تھی کہ ان میں سے کچھ عقود تو شریعت نے بطور تمویل ہی وضع کئے ہیں مثلاً مشارکہ اور مضاربہ، اور یہی عقود مثالی طرق تمویل ہیں جن کے ذریعہ سے معاشرے میں اسلامی اصول معیشت کے ثمرات سے لوگ مستفید ہو سکتے ہیں۔ جبکہ دوسرے کچھ عقود کی اگرچہ شرعی طور پر گنجائش ہے تاہم بنیادی طور پر ان عقود کو تمویل کے لئے وضع نہیں کیا گیا تاہم غیر سودی مالیاتی اداروں کو ان عقود تمام شرائط کے ساتھ بطور تمویل استعمال کرنے کی گنجائش دی گئی تھی۔ اس لئے ان ماہرین نے شریعت نے اس بات پر زیادہ زور دیا کہ غیر سودی مالیاتی ادارے زیادہ سے زیادہ شرکت و مضاربت کو بطور تمویل استعمال کریں تاکہ معاشرے میں وسائل کی منصفانہ تقسیم کے طرف ایک قدم اٹھایا جاسکے¹⁰۔

سابقہ کام کا جائزہ: اسلامی بینکاری پر موجود دستیاب لٹریچر کے مطابق اسلامی بینکاری کے ذرائع تمویل میں شرکت اور مضاربہ کا طریقہ کار انتہائی مستند اور معیاری سمجھا جاتا ہے۔ صدیقی اور زمان نے¹¹ بھی اسی کو عملی اسلامی بینکاری کی مثالوں سے واضح کیا ہے۔ ڈاکٹر ہایون نے شرکت و مضاربہ کی بنیاد پر اس نظام کو استوار کرنے کے فوائد بیان کئے¹²۔ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم جو کہ جید علماء کرام میں سرفہرست ہیں اور اسلامی مالیات میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، مالیاتی مشارکہ اور مضاربہ کی بابت تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسلامی بینکوں کو مشارکہ مضاربہ کے حوالے سے بتدریج پیشرفت کرنی چاہئے اور اس مالیاتی طریقہ کے حجم میں اضافہ کرنا چاہئے¹³۔ محمد ایوب نے جاری مشارکہ کے حوالے سے تنقید کرتے ہوئے اسلامی بینکوں کو حقیقی مشارکہ کی صورت اپنانے کا مشورہ دیا۔ اسی طرح محمد ابو بکر نے جاری مشارکہ کی شرعی تکلیف کرتے ہوئے اعتراضات اٹھائے¹⁴۔ جن کو محمد سلیمان نے اپنے تحقیقی مقالہ میں ذکر کر کے اس کا جواب دیا¹⁵۔ ڈاکٹر مشتاق احمد اور ڈاکٹر فاروق نے جاری مشارکہ اور مالیاتی اداروں میں اس کے استعمال کے ماڈل پر گفتگو کی ہے¹⁶۔ موجودہ مطالعہ میں مشارکہ اور مضاربہ، اس کے بطور تمویل گزشتہ دہائی میں استعمال کے مقدار کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اس کے عدم ترویج کی وجوہات کا تحقیق جائزہ لیا جائے گا۔

شرکت کی تعریف: شرکت کے لغوی معنی شراکت داری اور ملاوٹ ہے۔ عربی زبان میں شرکت کا مادہ اصلیہ شرکہ یا شرک ہے جس کا معنی شراکت داری ہے۔ جبکہ مشارکہ سے مراد دو یا زیادہ شرکاء کے درمیان شراکت داری کا معاہدہ اور عمل ہے۔ یہ دراصل مالیاتی شراکت داری کا ایک طریقہ ہے جس میں جانبین نفع و نقصان میں ایک دوسروں کے ساتھ براہ راست شریک ہوتے ہیں¹⁷۔ اسی طرح اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک اور برابر سمجھنا بھی شرک کہلاتا ہے¹⁸۔ مشارکہ کی اصطلاحی تعریف یوں کی جاسکتی ہے: ایک ایسا مشترکہ لائحہ عمل جسے تجارتی یا ملکیتی سرگرمی کیلئے اختیار کیا گیا ہو، جس میں تمام شرکاء اپنی اپنی سرمایہ کاری کے بقدر یا مخصوص و متفقہ نفع اور نقصان میں سرمایہ کاری کی شرح کے بقدر حصہ دار ہوتے ہیں¹⁹۔ بینکنگ سیکٹر میں مشارکہ سے مراد ایسا مالیاتی طریقہ ہے جو نفع اور نقصان کے اصولوں کی بنیاد پر قائم ہو اور جس میں شراکت دار اپنی محنت، مال، قابلیت اور خدمات کی بنیاد پر حصہ دار ہوتے ہیں جو ان کی باہمی رضامندی سے طے کیا جاتا ہے۔ معاہدے کے تمام شراکت دار نفع اور نقصان میں طے کردہ اصولوں کے مطابق حصہ دار ہوتے ہیں۔ نفع طے شدہ شرح کے مطابق حصہ داروں میں تقسیم کیا جاتا ہے جبکہ نقصان تجارت میں لگے ہوئے سرمایہ کی شرح کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔

شرکت کی اقسام: اسلامی فقہ میں شرکت کی دو بنیادی اقسام ہیں جو کہ شرکت الملک اور شرکت العقد ہیں۔

شرکت الملک: شرکت الملک سے مراد ملکیتی شراکت داری ہے جسے مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ 1- اختیاری شراکت داری: کسی چیز کی ملکیت میں دو یا زیادہ افراد یا اداروں کا اپنے اختیار سے شریک ہونا۔ 2- غیر اختیاری شراکت داری: دو یا دو سے زیادہ افراد یا اداروں کا اپنی مرضی اور محنت کے بغیر کسی چیز کی ملکیت میں شراکت دار بننا۔ جیسے کسی میت کا ترکہ اس کے ورثاء کی مشترکہ ملکیت بن

جانا۔ شرکت العقد: اس سے مراد وہ شرکت داری ہے جو باہمی معاہدے کے تحت کاروباری سرگرمی کو انجام دینے کے لئے وجود میں آتی ہے۔ یہ دو یا دو سے زائد افراد یا اداروں کے درمیان کیا گیا وہ معاہدہ ہے جسے وہ نفع کے حصول کی خاطر اپنے اثاثہ، محنت اور ذمہ داری کے بقدر تقسیم کرتے ہیں²⁰۔ شرکت کی یہ قسم حصہ داروں کے درمیان باہمی معاہدے سے طے پاتی ہے۔

مضاربہ: "الضرب فی الارض" سے ماخوذ ہے یعنی زمین پر چلنا اور سفر کرنا۔ چونکہ مضارب بھی رب المال کے مال سے کاروبار کی غرض سے مختلف اسفار کرتا رہتا ہے اس لئے اس عمل کو مضاربہ کہا جاتا ہے۔ شریعت اسلامی کا تناظر میں مضاربہ اس کاروباری طریقہ کار کو کہا جاتا ہے جس میں ایک فریق سرمایہ مہیا کرتا ہے جبکہ دوسرا فریق کاروباری سمجھ بوجھ کو استعمال کرتے ہوئے اس سرمائے کو منافع بخش کاروبار میں لگاتا ہے۔ اس کاروبار سے جو بھی نفع حاصل ہوا وہ دونوں فریقوں کے درمیان طے شدہ تناسب کے تحت تقسیم ہوتا ہے جبکہ نقصان کی صورت میں سرمایہ لگانے والے کا نقصان سرمایے کے لحاظ سے ہوتا ہے جبکہ کاروباری صلاحیت استعمال کرنے والے کی صلاحیت کا استعمال بغیر منافع کے چلا جاتا ہے۔ اس معاملے میں سرمایہ لگانے والے فریق کو رب المال جبکہ عملی طور پر کاروبار کرنے والے مضارب کہا جاتا ہے اور اس پورے عمل کو مضاربیت کہا جاتا ہے²¹۔

پاکستان میں غیر سودی بینکاری: اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی جانب سے جاری شدہ اعداد و شمار کے مطابق، گزشتہ دہائی میں پاکستان میں اسلامی مالیاتی اداروں کے حجم میں اضافہ ہوا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق پاکستان کی اسلامی بینکاری کا حجم، بینکاری کے پورے حجم کا ۱۶ فیصد تک پہنچ چکا ہے۔ جبکہ ستمبر ۲۰۱۹ میں شائع شدہ اس رپورٹ کے مطابق اسلامی مالیاتی اداروں کے کھاتوں کے رقوم پاکستانی روپے میں ۲۴ سو ارب روپے تک پہنچ چکے ہیں جو پوری انڈسٹری کے کھاتوں کے رقوم ۱۶۶ فیصد ہے۔ جبکہ ان کے اثاثے ۲۹۹۵ ارب تک پہنچ گئے ہیں۔ جو پوری انڈسٹری کے کھاتوں کا ۱۳ فیصد ہے۔ جبکہ ستمبر ۲۰۱۹ تک پاکستان میں اسلامی بینکاری مہیا کرنے والے اداروں کی تعداد بائس ہو چکی ہے اسلامی بینکاری فراہم کرنے والے اداروں کی برانچوں کی تعداد سالانہ دس فیصد کی بڑھوتری کے حساب سے ستمبر ۲۰۱۹ تک تقریباً ۲۹۷ شاخوں کے ساتھ ملک بھر میں اپنے صارفین کو اسلامی بینکاری کی سہولیات مہیا کر رہی ہیں²²۔

ان سہولیات میں مختلف اقسام کے کھاتوں کے ذریعہ رقوم جمع کرنے کے ساتھ ساتھ ان رقوم کو مختلف کاروباری ضروریات کی بنیاد پر طے شدہ معاہدات کے تحت لوگوں کو فراہم کرنا شامل ہیں۔ ان معاہدات میں مرابحہ، اجارہ، سلم، استصناع، شرکت، اور مضاربہ شامل ہے۔ ان تمام معاہدات کی منظوری شرعی نگران دیتے ہیں جبکہ ان تمام معاملات میں شرعی نگران بورڈ کی رہنمائی کو یقینی بنانے کے لئے شریعہ کمپلائنس اور شریعہ آڈٹ کا شعبہ مستقل بنیادوں پر کام کرتا رہتا ہے۔ اگرچہ یہ تمام معاہدات مرکزی بینک کے شریعہ بورڈ کے ساتھ ساتھ بینک کے شریعہ بورڈ سے بھی منظور شدہ ہوتے ہیں تاہم ان میں سے کچھ معاملات ایسے ہیں جن کو اصل اور بنیادی ذرائع تمویل کا درجہ حاصل ہیں جبکہ کچھ ایسے معاملات ہیں جن کی اگرچہ شریعت اسلامیہ نے گنجائش دی ہے تاہم ان کی پسندیدگی کا درجہ وہ نہیں ہے جو پہلے والے معاملات کو حاصل ہے²³۔ شریعت اسلامیہ کے ماہرین شرکت اور مضاربیت کو اسلامی معیشت کی رو

سے سرمایہ کاری کے لئے بنیادی عقود قرار دیتے ہیں اور مالیاتی اداروں کو ان دونوں کے ذریعے سرمایہ کاری کی جانب راغب کرتے ہیں۔ جبکہ ان کے علاوہ معاملات جیسے مراجعہ وغیرہ کو ضرورت کی حد تک استعمال کرنے کی گنجائش دیتے ہیں۔ اگرچہ دونوں طرح کے عقود کا استعمال شرعی طور پر جائز قرار دیا گیا ہے تاہم دونوں کے معیشت پر پڑنے والے اثرات کے لحاظ سے فرق کی وجہ شراکت و مضاربیت کو بنیادی سرمایہ کاری کے عقد کے طور پر استعمال کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ نفع و نقصان کی بنیاد پر کئے جانے والے معاملات ہوتے ہیں اسی طرح یہ فقط خرید و فروخت کے معاملات نہیں بلکہ ان کو سرمایہ کاری کے ہی وضع کیا گیا ہے۔ جبکہ باقی دوسرے معاملات مثلاً امراضہ اجارہ وغیرہ بنیادی طور پر خرید و فروخت کے لئے وضع کئے گئے معاملات ہیں۔ اگرچہ فی نفسہ ان عقود کے استعمال کے عدم جواز کو کوئی قائل نہیں اور سودی معاملات کے مقابلے میں تو یقینی طور پر ان کا استعمال لازم قرار دیا گیا ہے۔

پاکستانی مالیاتی اداروں کی شراکت و مضاربیت کے عقد کے تحت کی گئیں سرمایہ کاری کا جائزہ:

اس جائزے کے لئے ۲۰۱۰ سے لے کر ۲۰۱۹ تک کی کارکردگی کا انتخاب کیا گیا اور ابتدائی عرصہ یعنی ۲۰۰۳ سے لے کر ۲۰۰۹ تک کے عرصے کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ ذیل میں اس دہائی میں اسلامی مالیاتی اداروں کی جانب سے کئے جانے والے معاملات میں شراکت اور مضاربیت کے تحت کی جانے والی سرمایہ کاری کا جائزہ پیش خدمت ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان اسلامی بینکاری کے شعبے کی جانب سے جاری کردہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ دسمبر ۲۰۱۱ میں پاکستان میں اسلامی بینکوں نے سرمایہ کاری کے لئے منظور شدہ عقود اور ذرائع تمویل استعمال کئے جن میں سے فیصد کے حساب سے عقد مشارکہ کا بطور تمویل استعمال کل سرمایہ کاری کا ۴-۲ جبکہ مضاربہ کا بطور تمویل استعمال ۱-۰ رہا۔²⁴ سال ۲۰۱۲ میں مشارکہ کا بطور تمویل استعمال میں مزید کمی ہوئی اور اس سال کے اعداد و شمار کے مطابق شراکت کا بطور تمویل استعمال کل سرمایہ کاری کا ۸-۰ فیصد جبکہ مضاربہ میں معمولی اضافے کے ساتھ ۲-۰ فیصد رہا۔²⁵ تاہم سال ۲۰۱۳ میں مشارکہ کے استعمال کی شرح بڑھ کر میں ۷-۶ فیصد جبکہ مضاربہ اسی حالت میں یعنی ۲-۰ فیصد رہا۔²⁶ دسمبر ۲۰۱۴ کے اعداد و شمار کے مطابق مشارکہ کا استعمال گیارہ فیصد جبکہ مضاربہ ۲-۰ فیصد رہا لیکن مرکزی بینک کی جانب سے اس اضافے کی وضاحت کی گئی کہ ان اعداد و شمار میں رینگ مشارکہ یعنی جاری شراکت کے معاملات بھی شامل ہیں جس کی وجہ سے شراکت کا بطور تمویل استعمال سال ۲۰۱۳ میں گزشتہ سال کے حساب سے ۷-۰ فیصد سے بڑھ کر ۷-۶ فیصد جبکہ سال ۲۰۱۴ میں گیارہ فیصد تک پہنچ گئی۔ تاہم مضاربہ میں اس حد تک اضافہ نہ ہو سکا۔ (جاری مشارکہ کی تفصیل آگے ذکر کر دی گئی ہے۔²⁷

سال ۲۰۱۵ اور سال ۲۰۱۶ میں جاری مشارکہ کے خصوصی پراڈکٹ کی وجہ سے شراکت کے استعمال میں اضافہ دیکھا گیا۔ ان دو سالوں میں اسلامی مالیاتی اداروں نے اپنی سرمایہ کاری کے مجموعی مقدار کا بالترتیب چودہ اور پندرہ فیصد بطور مشارکہ مہیا کیا تاہم ان دو سالوں میں مضاربہ کو بطور تمویل استعمال نہ ہونے کے برابر رہا اور اس کے بطور تمویل استعمال کی شرح ۱-۰ سے نہ بڑھ سکی۔²⁸ دسمبر ۲۰۱۷ میں جاری مشارکہ میں اسلامی مالیاتی اداروں کی دلچسپی کی وجہ سے شراکت جو بنیادی طور پر جاری مشارکہ کے طور پر استعمال ہو رہا تھا کی شرح

بائس فیصد تک پہنچ گئی جو کہ دسمبر ۲۰۱۸ میں معمولی کمی کے ساتھ ۱۹ فیصد پر رہی تاہم ستمبر ۲۰۱۹ کے اعداد و شمار کے مطابق یہ شرح بیس فیصد تک پہنچ گئی تھی^{۲۹}۔ تاہم مضاربہ کی شرح سالوں میں معتد بہ مقدار تک نہ پہنچ سکی جس کی وجہ سے ان دستاویزات میں مضاربہ بطور تمویل استعمال کا ذکر other financing کے ضمن میں کر دیا گیا۔

رنگ مشارکہ کیا ہے: رنگ مشارکہ ایک ایسی تمویلی سہولت ہے جس کی بنیاد پارٹنرشپ یعنی شرکت ہے اور شرکت میں پھر شرکت العقد کی بنیاد پر اسلامی بینک اور گاہک ایک دوسرے کے ساتھ شریک بن جاتے ہیں۔ گاہک کے انتخاب کے لئے ایک ضابطہ مقرر ہے جس کے تحت ایسے گاہکوں کا انتخاب کیا جاتا ہے جو مالی لحاظ سے اچھی ساکھ کے مالک ہوں اور ان کارواں کاروبار ہو۔ اس عقد کے تحت بینک ان کو یہ سہولت مہیا کرتا ہے کہ بینک ان کے رواں کاروبار میں اپنی سرمایہ کاری کے حد تک شریک رہے گا اور یہ سرمایہ کاری وقتاً فوقتاً کلائنٹ کی ضرورت کے مطابق تبدیل ہو سکتی ہے جس کا اندازہ شراکت کی مدت کے اختتام پر ہوگا^{۳۰}۔ اس کا طریقہ کار درج ذیل ہوتا ہے: ۱۔ کلائنٹ کے درخواست دینے کے بعد اس کے جانچ کا عمل برانچ اور ہیڈ آفس کی سطح پر کیا جاتا ہے۔ ۲۔ اگر کلائنٹ بینک کے طرف سے طے شدہ مطلوبہ معیار پر پورا نہیں اترتا تو اس کی درخواست رد کر دی جاتی ہے اور اس وہ مطلوبہ معیار پر پورا اترتا ہے تو اس کو بینک کی طرف سے شرکت کرنے کی رضامندی کا اظہار کر دیا جاتا ہے۔ ۳۔ مطلوبہ سیکیورٹی، رہن، وغیرہ کی دستاویزات جمع کرنے کے بعد جاری مشارکہ کے Understanding Memorandum of یعنی باہمی رضامندی کے سمجھوتے پر دستخط کر دئے جاتے ہیں جس کے تحت شراکت کی شرائط، دونوں شرکاء کی ذمہ داریوں، شراکت میں دونوں شریکوں کے اس المال کے تعین کا طریقہ کار اور نفع و نقصان کی تقسیم کا طریقہ کار وغیرہ کا ذکر کر کے اس دستاویز پر دستخط کر دئے جاتے ہیں^{۳۱}۔ ۴۔ چونکہ رنگ مشارکہ دراصل سودی بینکاری نظام میں رائج رنگ مشارکہ کے متبادل کے طور پر متعارف کروایا گیا جس کا طریقہ کار یہ تھا کہ بینک کلائنٹ کو ایک خاص رقم کی حد تک مثلاً دس لاکھ روپے تک کے قرض کی سہولت دیتا ہے اور جب جب بھی کلائنٹ کو ضرورت ہوتی ہے وہ اس اکاؤنٹ سے رقم نکالتا ہے اور جب بھی اس کے پاس رقم آجاتی ہے وہ بینک کو واپس کر دیتا ہے۔ اس مین کلائنٹ کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ طے شدہ وقت کے اندر منظور شدہ حد تک جب جب بھی رقم بینک سے لینا چاہتا ہے اس کے لئے مزید دستاویزات کی زحمت نہیں کرنی پڑتی، اسی طرح جب بھی وہ رقم جمع کروانا چاہے کر سکتا ہے۔ اس کو صرف اتنے دنوں کی اضافی رقم سود کی شکل میں بینک کو ادا کرنا پڑتی ہے جتنے دن تک اس نے بینک سے رقم لی ہوتی ہے^{۳۲}۔ رنگ مشارکہ چونکہ شرکت العقد کے تحت کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس میں بینک اور گاہک کے مکمل کاروبار کی حد تک شراکت نہیں ہوتی بلکہ ایک خاص جاری کاروبار کی حد تک شراکت کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اور اس کاروبار کے براہ راست خرچے اس شرکت کے خرچے ہوتے ہیں اسی طرح صرف اسی کاروبار کا براہ راست نقصان اس کاروبار کا نقصان ہوتا ہے۔ ۵۔ اس شراکت میں فریقین کی سرمایہ کاری کا تعین اختتامی مرحلے پر ہوتا ہے۔ یعنی آخری مرحلے میں اس بات کا تعین ہوتا ہے کہ کس فریق نے کتنا سرمایہ لگایا ہے^{۳۳}۔ ۶۔ منافع کی تقسیم کے لئے بینک اور گاہک کے درمیان دو سطحیں مقرر کی جاتی ہیں^{۳۴}۔

الف۔ کم از کم حد ب۔ کم از کم حد سے اوپر سطح کا منافع

کم از کم حد تک منافع کی تقسیم کے لئے سرمایہ کاری کو معیار مقرر کیا جاتا ہے، مثلاً بینک کہتا ہے کہ کم از کم منافع کی حد بینک کی سرمایہ کاری کا بارہ فیصد ہے تو معاہدہ میں لکھا جاتا ہے کہ بینک کو اس شرکت میں ۱۲ فیصد منافع ملنے تک منافع کی تقسیم سرمایہ کاری کی حد تک ہوگا۔ یعنی جس قریق نے جتنا سرمایہ لگایا ہوگا اس حد تک اس کا منافع میں حصہ ہوگا۔ جیسا کہ اگر گاہک نے شرکت میں ۶۰ روپے لگائے اور بینک نے ۴۰ روپے لگائے ہیں تو منافع کی تقسیم چالیس اور ساٹھ فیصد کے حساب سے کی جائے گی اور تقسیم کا یہ طریقہ کار اس وقت تک رہے گا جب تک بینک کو اس کی سرمایہ کاری کا بارہ فیصد تک نہیں مل جاتا۔ جیسا ہی منافع بارہ فیصد تک پہنچ جاتا ہے جو بینک کا مطلوبہ منافع ہے تو اس کے بعد منافع کی تقسیم کی شرح کی نسبت دونوں فریقوں کی رضامندی سے ننانوے اعشاریہ نو فیصد گاہک کے حق میں اور ۱۱۔ بینک کے حق میں بدل جاتا ہے۔ چونکہ اس شرکت میں منافع کی حقیقی تقسیم کھاتوں کے اندراج اور حسابات کے بعد ہوتی ہے اس لئے درمیانی عرصے میں بینک اس شرکت کے منافع کو تخمینی بنیاد پر تقسیم کرتے ہیں³⁵۔ اسلامی مالیات سے وابستہ شرعی ماہرین میں سے کچھ حضرات جاری مشارکہ کے طریقہ کار کے حامی ہیں۔ ان کی رائے یہ ہے کہ بنیادی طور پر اس پراڈکٹ کا مقصد شرعی اصولوں کے اندر رہ کر لوگوں کی ضروریات پوری کرنا ہے۔ اور یہ پراڈکٹ بنیادی شرعی اصولوں سے مطابقت رکھتا ہے۔ مثلاً کسی خاص کاروبار میں شرکت کی اجازت موجود ہے۔ اسی طرح اس المال کے تعین میں تاخیر کی گنجائش بھی موجود ہے، نیز ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ منافع کی تقسیم کے لئے دو طرح کی حد بندی کی جائے گی۔³⁶ لئے ان حضرات کے نزدیک عصر حاضر میں مروج جاری مشارکہ کی گنجائش ہے³⁷۔ دوسری طرف بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ جاری مشارکہ شرعی اصولوں کے مطابق نہیں ہے۔ ان کے ہاں چونکہ شرکت میں سرمائے کی مقدار کا تعین شرکت کرتے وقت ہونا ضروری ہے جبکہ جاری مشارکہ میں ایسا نہیں ہوتا، اسی طرح کا شرح منافع کا تعین بھی ان کے ہاں شرعی اصولوں کے مطابق نہیں ہے، نیز ان کے ہاں مضارب یعنی بینک اگر رب المال کے مال سے تجارت کرے تو اس کو اس تجارت سے حاصل شدہ منافع میں سے کسی کو کثیر مال حصہ کرنا درست نہیں جبکہ جاری مشارکہ میں عملی طور پر ایسا ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں چونکہ گاہک کی جانب سے شرکت میں جن اشیاء کے ذریعہ شرکت کی جاتی ہے وہ مجہول ہوتی ہے اس لئے اس کی طرف سے بھی سرمائے کا تعین نہیں ہوتا جس کی وجہ سے جاری مشارکہ کی اجازت نہیں ہونی چاہئے³⁸۔

کچھ حضرات کی رائے یہ بھی ہے کہ اگرچہ شرعی حوالے سے جاری مشارکہ کی کسی حد تک گنجائش بنتی بھی ہے اور اس کے استعمال سے شرکت کے باب میں مالیاتی اداروں اور گاہکوں کو اس کے اصطلاحات اور عملی شرکت کے مسائل و مشکلات کا اندازہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے حل کی طرف اقدامات کرنے کا حوصلہ پیدا ہونے کا امکان ہوگا۔ تاہم ان کی رائے یہ ہے کہ منافع کی تقسیم کی حد بندی کی وجہ سے نتائج کے لحاظ سے کھاتے داروں کو اس کا فائدہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح کھاتے داروں کو اس طرح کے شرکت کا نقصان زیادہ ہوگا۔ کیونکہ ان کو شرکت میں نقصان کا حصہ دار تو بنایا گیا ہوتا لیکن نفع فقط kibar کو بیچ مارک بنا کر جو حد بندی کی گئی ہوتی ہے اس

حد تک ہی وہ حقدار بن سکتا ہے جو مراحمہ اور اجارہ وغیرہ میں ہوتی ہے جبکہ ان عقود میں اس کا رسک فقط بیچنے تک ہوتا ہے عملی طور پر کاروباری شرکت میں نقصان کا خطرہ نہیں ہوتا۔ اس لئے ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس حد بندی کو kibor تک محدود کرنا نہیں چاہئے تب ہی کھاتے داروں تک اس شرکت کے حقیقی ثمرات پہنچ سکتے ہیں³⁹۔

پیش کردہ اعداد و شمار سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگرچہ اسلامی بینکاری کا پاکستان میں دوبارہ آغاز ۲۰۰۲ اور ۲۰۰۳ سے ہوا اور اس کا حجم اگرچہ فی الحال کل بینکاری کا تقریباً ۲۰ فیصد تک ہے تاہم اسلامی بینکاری کے ماہرین نے ان اداروں کو جن مثالی ذرائع تمویل یعنی شرکت اور مضاربیت کے ذریعہ سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب دی تھی اور جن ذرائع کو سودی نظام کا حقیقی متبادل اور اسلامی معاشی نظام کی جانب ایک اہم قدم گردانا تھا، ان ذرائع میں ان مالیاتی اداروں کی سرمایہ کاری اس قدر نہیں ہو پائی جتنی ہونی چاہئے تھیں۔ نیز اس عرصے میں اگرچہ مشارکہ کے حوالے سے ایک اہم پراڈکٹ رنگ مشارکہ یعنی جاری شرکت کے نام سے وجود پذیر ہوئی جو اگرچہ ایک اہم قدم ہے اور اس کے ذریعہ حاصل ہونے والے تجربے کو استعمال میں لاتے ہوئے اسلامی مالیاتی ادارے حقیقی مشارکہ کی طرف قدم بڑھاپائیں گے، لیکن فی الحال اس میں نفع کی تقسیم کے طریقہ کار کی وجہ سے اس کے حقیقی ثمرات کا انتقال نہیں ہو پا رہا، اسی طرح مضاربہ بطور تمویل استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔

مشارکہ اور مضاربہ کے عدم ترویج کی ممکنہ وجوہات کا جائزہ: ذیل میں ان وجوہات کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی وجہ سے اسلامی مالیاتی ادارے مشارکہ اور مضاربہ کو بطور تمویل ان کی حقیقی روح کے مطابق استعمال نہیں کر پا رہے۔

1. صارفین کی جانب سے دلچسپی کا فقدان: بینک کے صارف بھی بینک سے مضاربہ اور مشارکہ کے ذریعے تمویل لینا پسند نہیں کرتے جن کی مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہیں مثلاً: (الف) سب سے بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایسے ادارے جو بینک کے معیار پر پورا اترتے ہیں وہ بینک کو اپنے منافع میں شریک نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ مشارکہ اور مضاربہ کی صورت میں بینک اگرچہ ان کے ساتھ نقصان میں بھی شریک ہو گا تاہم نفع ہونے کی صورت میں بینک کو حقیقی منافع دینے کا پابند بھی ہوں گے۔ اب وہ صرف ان ذرائع تمویل کے ذریعے تمویل لینا پسند کرتے ہیں جن میں انہیں بینک کو کم سے کم منافع دینا پڑے عمومی طور پر وہ صرف KIBOR کو معیار بناتے ہوئے بینک سے لی گئی سرمایہ کاری پر اضافہ واپس کرنے پر رضامند ہوتے ہیں۔ اس لئے جاری مشارکہ کا انتخاب بھی اسی وجہ سے کرتے ہیں تاکہ ان کو اس معیار سے ہٹ کر حقیقی منافع میں بینک اور اس کے کھاتے داروں کو شریک نہ کرنا پڑے۔

(ب) مشارکہ اور مضاربہ کے معیار پر پورا اترنے کے لئے اداروں کو بہت سارے اضافی شرائط، خطرہ اور محنت کرنا پڑتی ہے جو دوسرے معاملات تمویل میں نہیں کرنا پڑتی اس لئے یہ کاروباری ادارے اور افراد ان ذرائع تمویل کو اختیار کرتے ہیں جن میں کم خطرہ اور کم محنت کرنا پڑے⁴⁰۔

(ج)۔ ٹیکس سے متعلق مسائل: پاکستان جیسے ملک میں چونکہ ٹیکسز سے متعلق مسائل بہت زیادہ ہوتے ہیں اور کاروباری افراد عمومی طور پر حقیقی نفع و نقصان کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ دو طرح کے کھاتوں کے اختیار کیا جاتا ہے۔ ایک کھاتہ تو ٹیکس سے متعلق اداروں کے لئے بنایا جاتا ہے اور دوسرا کھاتہ کاروبار کے اندرونی حسابات کے لئے بنایا جاتا ہے جو حقیقی کھاتہ ہوتا ہے اور اسی کی بنیاد پر کاروبار کے نفع و نقصان کا تعین ہوتا ہے۔ اب بینک سے بصورت تمویل اگر مضاربہ اور مشارکہ کا معاملہ کیا جائے تو ظاہر ہے اس صورت میں حقیقی کھاتے کے بنیاد پر نفع اور نقصان کی تقسیم ہوگی اور اسی کھاتے کو ظاہر کرنا پڑے گا اور اسی کھاتے کے بنیاد پر ٹیکس دینا پڑے گا جس کے لئے کاروباری ادارے اور افراد رضامند نہیں ہوتے اس لئے مشارکہ اور مضاربہ کو بطور تمویل لینا پسند نہیں کیا جاتا⁴¹۔

2. حکومت کے قانونی تعاون کی عدم دستیابی: اسلامی بینکنگ انڈسٹری کے ساتھ حکومتی تعاون کی عدم دستیابی مشارکہ اور مضاربہ کے بطور تمویل عدم ترویج کی ایک اہم وجہ حکومتی سرپرستی کی عدم دستیابی ہے خصوصاً دو پروڈکٹس کے استعمال کے حوالے سے حکومتی سرپرستی کا وجود بہت ضروری ہے کیونکہ سرمائے کے لحاظ سے شرعاً مضاربہ امین ہوتا ہے یعنی تعدی و تقصیر کے بغیر اگر مضاربہ اور شراکت کے مال کو نقصان پہنچتا ہے تو اس صورت میں شریک اور مضاربہ ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اس صورت میں اگر بینک کسی کے ساتھ مضاربہ کا معاملہ کریں یا شراکت کا معاملہ کریں اور وہ نقصان کا دعویٰ کرے یا شراکت و مضاربہ کے اثاثوں کے ضائع ہونے کا دعویٰ کرے تو مالیاتی ادارے کے ساتھ اس دعوے کی تحقیق کرنے کا کوئی نظام موجود نہیں ہوتا۔⁴²

ہمارے ہاں پاکستان میں دو متوازی بینکوں کا نظام ہے۔ بلا سود بینکاری کا نظام اور سودی بینکاری کا نظام۔ موخر الذکر نظام کے ساتھ 1947ء یعنی ملک پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے لیکر آج تک بھرپور قانونی تعاون اور عملی تحفظ کا رویہ پایا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف بلا سود بینکاری نظام ہے جو صرف ایک عشرہ پہلے متعارف کیا گیا ہے۔ جبکہ اس حوالے سے کوئی مضبوط قوانین بھی موجود نہیں ہیں بلکہ عملی طور پر قوانین کے حوالے سے رکاوٹیں بھی موجود ہیں۔

3. مہارت کی کمی: مشارکہ اور مضاربہ کی بطور تمویل عدم ترویج کی ایک اہم وجہ بینک کے ملازمین اور گاہکوں کا تجربہ، مہارت اور مشق کا نہ ہونا بھی ہے۔ چونکہ ان معلومات میں بینک ملازمین کے ساتھ ساتھ وہ افراد یا ادارے بھی مکمل طور پر حصہ دار ہوتے ہیں جن کے ساتھ شراکت یا مضاربہ کا عقد کیا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی بطور شریک یا مضاربہ اس عمل میں حصہ لیتے ہیں۔⁴³ اسلامی بینکوں کا سٹاف اور گاہک دونوں شراکت کا مضاربہ کے بطور تمویل استعمال کے شرائط اور ضوابط سے ناواقفیت ہونا بھی ان دونوں کے بطور تمویل استعمال کے عدم ترویج کی اہم وجہ ہے۔ کیونکہ ایک طرف بینک کے سٹاف کو ان عقود کی تفصیل کا علم نہیں اور دوسری طرف گاہکوں کے پاس متعلقہ اسلامی مالیاتی ذریعہ کا نہ ہونے کے برابر تجربہ مشارکہ اور مضاربہ کے شرح نمو پر اثر انداز ہوتا ہے۔

4. اکاؤنٹنگ کے مسائل: مضاربہ اور مشارکہ میں غیر سودی مالیاتی اداروں کے لئے مشکلات میں سے ایک اہم مشکل ان ذرائع تمویل کے اکاؤنٹنگ اور حسابات کے طرق کا مروج نہ ہونا ہے۔ چنانچہ اسلامی بینکاری سے متعلق ادارے زیادہ تر روایتی اکاؤنٹنگ کے طریقے

استعمال کرتے ہیں جبکہ مضاربہ اور مشارکہ میں مختلف مراحل کے اکاؤنٹنگ کے طرق مختلف ہوتے ہیں۔ کیونکہ مشارکہ یا مضاربہ فقط کسی کو رقم مہیا کرنا نہیں ہے بلکہ عملی طور پر اس کاروبار میں شریک ہونا ہے یا بطور رب المال اس مالک کی ملکیت اور اس کے رسک کو برداشت کرنا ہے۔ اسی طرح منافع یا نقصان کے طریقہ کار کے تقسیم کے لئے بھی اکاؤنٹنگ کے معیارات کا مروج نہ ہونا بھی ایک رکاوٹ ہے⁴⁴۔

5۔ کلائنٹ اور گاہکوں کے ہاں منضبط حسابات کا نہ ہونا: جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ ان دونوں معاملات کے ذریعے بینک جس ادارے یا فرد کو تمویل سہولت مہیا کرتا ہے وہ بھی اس معاملے میں مضارب یا عامل شریک کا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ نیز ان دونوں معاملات میں خطرے کی سطح دوسرے معاملات کی نسبت بہت زیادہ ہے اس لئے مشارکہ اور مضاربہ کے ذریعے صرف ایسے افراد اور اداروں کا انتخاب کرنا ضروری ہوتا ہے جن کے معاملات کی نگرانی اور حسابات کے جانچ کا قابل اعتماد طریقہ کار موجود ہو تاکہ بینک جن رقوم میں امین کا کردار ادا کر رہا ہوتا ہے ان سے صرف قابل اعتماد جگہوں میں سرمایہ کاری ہو۔ چونکہ ان شرائط پر بہت کم ادارے پورا کرتے ہیں اس لئے بینک صرف ان اداروں کو ان ذرائع کے ذریعے تمویل کی سہولت مہیا کرتا ہے۔ اس لئے ان ذرائع تمویل سے کی گئی سرمایہ کاری کی شرح دوسرے ذرائع تمویل سے کی گئی سرمایہ کاری سے بہت کم ہوتی ہے⁴⁵۔

6۔ ایماندار اور ماہر کاروباری افراد کی کمی: مشارکہ اور مضاربہ کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں سے ایک اور رکاوٹ ایسے افراد اور اداروں کی کمی ہے جو ایماندار ہونے کے ساتھ ساتھ مطلوبہ کاروباری مہارت بھی رکھتے ہوں⁴⁶۔

اسلامی بینکاری کے یہ مثالی ذرائع تمویل دراصل اسلامی معاشی نظام کی سرمایہ کاری کی بنیادیں ہیں اور یہ بنیادیں اسلام کے اخلاقی اور قانونی نظام پر بہت انحصار رکھتے ہیں۔ اگر کسی معاشرے کے اخلاقی تانے بانے کمزور پڑ گئے ہوں تو مضبوط قانونی نظام، غلط کام کرنے والوں کو روکنے کے کیلئے متحرک ہو جاتا ہے۔ آج کے پاکستان میں کاروباری مہارت کے ساتھ ساتھ اخلاص، سچائی اور ایمانداری کو جمع ہونا بہت کم ہو چکا ہے۔ جبکہ مضاربہ اور مشارکہ میں حقیقی معنوں میں ایمانداری کا وصف ہونا ضروری ہے کیونکہ اس میں بینک جن افراد کو تمویل فراہم کرتا ہے وہ شرعی لحاظ سے ان اموال میں امین کا کردار ادا کرتا ہے۔ گایا کہ پورا کاروبار اس کی دیانت پر موقوف ہوتا ہے۔ ایسے ایماندار افراد جن میں مطلوبہ کاروباری مہارت اور تجربہ بھی ہو کو تلاش کرنا اور پھر ان کو بینکوں سے تمویل دینا ایک طویل مرحلہ ہے جس کی وجہ سے مشارکہ اور کے ذریعے سے کی گئی سرمایہ کاری دوسرے ذرائع سے کم ہوتی ہے۔

7۔ مرکزی بینک کی جانب سے ترغیبات کی عدم موجودگی: کسی بھی پراڈکٹ کے حوالے سے مرکزی بینکوں کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ مشارکہ اور مضاربہ کی ترویج کے حوالے سے مرکزی بینک کا کردار بھی یقینی طور پر انتہائی اہم ہے⁴⁷ پاکستان میں سٹیٹ بینک آف پاکستان پہلے ہی سے ایک سیٹ اپ اسلامک بینکنگ ڈویژن (IDB) کے نام سے قائم کر چکا ہے اور یقینی طور پر اس کا اسلامی بینکاری کے حوالے سے بہت مثبت کردار رہا ہے تاہم مشارکہ اور مضاربہ کے ترویج کے حوالے سے مزید توقعات ان سے رکھی جاتی ہے تاکہ ان

دونوں پراڈکٹ کی طرف لوگوں کو راغب کیا جائے اور مرکزی بینک اور حکومتی سطح پر حائل رکاوٹوں کو دور کرنے میں وہ اپنا کردار ادا کرے۔ اگرچہ اس دور ان خود اسٹیٹ بینک کی طرف سے اور ایونی کی جانب سے بھی اس حوالے سے ہدایات جاری کی گئیں ہیں تاہم اس حوالے سے مزید تفصیلی رہنما ہدایات کی ضرورت ہے۔

8۔ بینک انتظامیہ کی عدم دلچسپی: مشارکہ اور مضاربہ کے بطور تمویل اور سرمایہ کاری کے استعمال کی راہ میں حائل دوسری اہم وجہ بینک انتظامیہ کی عدم دلچسپی ہے۔ اس کی کئی وجوہات کہی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک اہم وجہ بینک کے سٹاف کا ان معاملات کے شرعی تفصیل سے کما حقہ عدم آگاہی ہے⁴⁸۔ کیونکہ زیادہ اسلامی بینکوں میں سینئر افراد کو عموماً دوسرے سودی بینکوں سے لیا گیا ہوتا جن کا عموماً سودی بینکاری کا زیادہ تجربہ ہوتا ہے۔ جبکہ جو افراد اسلامی بینکاری سے ہی ابتدا کر چکے ہوتے ہیں عموماً ان میں اکثریت کا اتنا تجربہ نہیں ہوا کرتا یا ان کو شرعی اصولوں اور قوانین سے اتنی آگاہی نہیں ہوتی۔

خلاصہ اور سفارشات:

☆ حقیقی اسلامی بینکاری مشارکہ اور مضاربہ پر قائم ہوتی ہے لیکن معروضی حالات میں کئی وجوہات کی بناء پر یہ دونوں کاروباری ذرائع مراحمہ اور اجارہ کے مقابلے میں بہت کم فعال ہیں۔ ان دونوں کی عدم مقبولیت کی وجوہات میں سے چند بینک انتظامیہ کی عدم دلچسپی، ایماندار اور مخلص کاروباری افراد کا فقدان، مہارتوں کی کمی، حکومت کی عدم توجہی، اکاؤنٹنگ کے مسائل اور نگرانی کا فقدان ہے۔

☆ چنانچہ اسلام بینکاری کو آگے بڑھانے کیلئے جامعات اور دوسرے تحقیقی تنظیموں اور اداروں کو اسلامی بینکاری، تکافل اور اسلامی معیشت کے حوالے سے تعلیمی پروگرامز اور تحقیقی سرگرمیاں شروع کرنی چاہئے تاکہ نوجوان نسل کو اس سے آگاہ کیا جاسکے اور ان کو اسلامی بینکاری اور مالی صنعت کے حوالے دستیاب انسانی وسائل کے ذریعے بہرہ ور کیا جاسکے۔ یہ عمل بڑی سطح پر عوام کو اس حوالے سے شعور اور آگاہی دینے میں معاون ثابت ہوگا۔

☆ اسی طرح کاروباری افراد اور اداروں کو اس حوالے سے تربیت دینے کی ضرورت ہے تاکہ وہ مشارکہ اور مضاربہ میں زیادہ دلچسپی لیں۔ اور حائل رکاوٹوں کو عبور کیا جاسکے۔

☆ اگر باب اختیار بھی اس حوالے سے اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے قانون سازی کریں تاکہ غیر سودی بینکوں کو اس ماحول میں قانونی چارہ جوئی کا آسان راستہ موجود ہو اور دھوکہ دہی کی صورت میں ملکی قوانین ان کا ساتھ دیں تاکہ ملکی معیشت اسلامی بنیاد پر استوار کرنے کا راستہ آسان ہو۔

☆ جو ماہرین شریعت ان مالیاتی اداروں کے ساتھ وابستہ ہیں وہ بھی ان اداروں کو ترغیب دیں کہ شرکت اور مضاربہ کے حوالے سے ان کی جانب سے حائل رکاوٹوں کو دور کیا جاسکے۔ مثلاً ٹریننگ اور مہارت کی منتقلی ہو اور ایسے پراڈکٹ بنائے جائیں جن کی بنیاد ان ذرائع

تمویل پر ہو۔ نیز مروجہ جاری مشارکہ میں بھی بالائی منافع کے حد کے حوالے سے کوششیں جاری رکھی جائیں تاکہ کاروباری افراد بینک کے کھاتے داروں کو بھی منافع میں شریک کریں اور حقیقی منافع کی تقسیم کی طرف سفر ممکن ہو سکے۔

حوالہ جات:

1. احمد شیخ محمود، 1952، Economics of Islam، صفحہ 167، لاہور پاکستان، شاہ محمد اشرف۔
2. مجاہد، شریف-ال، 2003، Economic Equality for All، صفحہ 10، Economic Insight، (1)4، 05-12
3. org/pakistan/constitution/-http://www.pakistani - Retrieved on 22/2/2020
4. ملک محمد حفیظ ارشد، 1999، Financing in Islam: An Operational Approach، صفحہ 23-24
5. وفاقی شرعی عدالت اسلام آباد پاکستان نے دسمبر 1990 کو ایک بیٹیمیشن قبول کیا جس میں سود کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا گیا۔ اس کیس کی سماعت میں ایک سال لگا جس کے بعد 7 دسمبر 1991ء کو عدالت نے اپنا تاریخی فیصلہ سنایا۔ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ وضاحت کر دی کہ تمام مالیاتی قوانین جو سود کا جواز فراہم کرتے ہیں کا اعدام قرار دے جاتے ہیں۔ مزید برآں عدالت نے کہا کہ 30 جون 1992 کے بعد یہ تمام مالیاتی قوانین غیر موثر بن جائیں گے۔
6. Retrieved on 15/3/2020 https://www.albalagh.net/Islamic_economics/riba_judgement.shtml
7. SBP (Sep 2009) Islamic Banking Bulletin، Vol. IV (3)، Islamic Banking Department
8. http://www.sbp.org.pk/ibd/bulletin/2019/Dec.pdf- Retrieved on 15/3/2020
9. http://www.sbp.org.pk/ibd/- Retrieved on 16/3/2020
10. عبد اللہ سلیمان، عطل، 2013، Islamic Finance Modes in Jordanian Economy: A Comparative Study، Australian، 353-347، (10) 7، Journal of Basic and Applied Sciences
11. صدیقی، شمیم اے اور زمان اسد، 1989، Investment and Income Distribution Pattern under، صفحہ 46، Pakistan Journal of Applied، Musharakah Finance: the، Uncertainty Case،
12. Economics، جلد سوم (1) 31-71، lack of profit and loss sharing in Islamic banking، management، 2000، ڈار ہما یون، پریسی جان،
13. and control in balances، international journal of Islamic financial، صفحہ 3-18، services (2)
14. عثمانی محمد تقی، 1998، صفحہ 240، An Introduction to Islamic Finance، کراچی، ادارۃ المعارف۔
15. محمد ابو بکر صدیق، پاکستان کی اسلامی بینکاری میں رائج رنگ مشارکہ: شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں ایک تحلیلی جائزہ، فکر و نظر، اسلام آباد، جلد ۵۴، شمارہ ۴، ص ۵۳
16. A realistic analysis of the contention raised، AAOIFI JOIFA، 2020، جلد 4، طبع 1، صفحہ 43
17. مشتاق اور فاروق، An alternative of Running Finance، الايضاح 33، دسمبر 2016
18. Understanding Islamic Finance، 2007، صفحہ 307، انگلینڈ، John Wiley and Sons، لمیٹڈ

- 18۔ عثمانی، محمد عمران اشرف، 2002، 'Meezan Bank's Guide to, Islamic Banking'، کراچی، دارالاشاعت۔
- 19۔ حوالہ بالا، صفحہ 87
- 20۔ AAOIFI. 2004-5a. Accounting, Auditing and Shariah Standards for Islamic Financial Institutions, pp: 200. Bahrain, Manama
- 21۔ مفتی محمد تقی عثمانی، Introduction to Islamic Finance، ادارہ، impex، صفحہ 31
- 22۔ Retrieved on 17/3/2020 <http://www.sbp.org.pk/ibd/bulletin/2019/Dec.pdf>
- 23۔ مشتاق اور فاروق، 2013، 'Musharaka financing, experience of Pakistani Banks, world applied'، sciences journal 189-181(2) 21
- 24۔ Retrieved on 18/3/2020 <http://www.sbp.org.pk/ibd/Bulletin/2012/IBB-Dec-2012.pdf>
- 25۔ Retrieved on 18/3/2020 Ibid.
- 26۔ Retrieved on 19/3/2020 <http://www.sbp.org.pk/ibd/Bulletin/2015/IBB-Dec-2015.pdf>
- 27۔ Retrieved on 19/3/2020 <http://www.sbp.org.pk/ibd/bulletin/2017/Dec.pdf>
- 28۔ Retrieved on 19/3/2020 <http://www.sbp.org.pk/ibd/bulletin/2018/Dec.pdf>
- 29۔ Retrieved on 20/3/2020 <http://www.sbp.org.pk/ibd/bulletin/2019/Sep.pdf>
- 30۔ ڈاکٹر مشتاق، ڈاکٹر فاروق، Running Musharaka Product of Islamic Banks: An alternative of Running Finance، الایضاح 33، دسمبر 2016
- 31۔ Retrieved on 19/3/2020 Ibid
- 32۔ Retrieved on 19/3/2020 Ibid
- 33۔ Retrieved on 19/3/2020 Ibid
- 34۔ سلیمان محمد علی، AAOIFI JOIFA، Running Musharaka, -A realistic analysis of the contention raised., جلد 04، طبع 2020، صفحہ 43
- 35۔ Retrieved on 19/3/2020 Ibid
- 36۔ AAOIFI standards 12 page # 334, clause # 3/1/5/8، Darul kitab، بحوالہ البحر الذخار، 83، vol 5، Retrieved on 20/3/2020 Ibid
- 38۔ محمد ابو بکر صدیق، پاکستان کی اسلامی بینکاری میں رائج رنگ مشارکہ: شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں ایک تحلیلی جائزہ، فکر و نظر، اسلام آباد، جلد ۵۴، شمارہ ۴، ص ۵۳
- 39۔ ڈاکٹر مشتاق، ڈاکٹر فاروق، Running Musharaka Product of Islamic Banks: An alternative of Running Finance، الایضاح 33، دسمبر 2016
- 40۔ سعید، مریم، Implementation Issues of Partnership (Musharka) and Diminishing Partnership (Muntiqah Musharaka) (December 31, 2017). at SRN: <https://ssrn.com/abstract=3276645> or <http://dx.doi.org/10.2139/ssrn.3276645>
- 41۔ ڈارہایون، پریسیلی جان، 2000، lack of profit and loss sharing in Islamic banking. management and control in balances, international journal of Islamic financial services 2(2) 18-3
- 42۔ سعید، مریم، Implementation Issues of Partnership (Musharka) and Diminishing Partnership (Muntiqah Musharaka) (Decemeber 31, 2017). At SRN: <https://ssrn.com/abstract=3276645> or

<https://www.tamimi.com/law-update-articles/sukuk-al-mudaraba-issues-relating-to-distribution-of-losses-between-the-issuer-and-investors/> 43

Challenges of profit-and-loss sharing financing in Malaysian Islamic banking, عبدالرحمان، عائشہ، 44

Malaysian Journal of Society and Space, 46-39، صفحہ 46-39

. Retrieved on 21/3/2020 Ibid⁴⁵

. Retrieved on 21/3/2020 Ibid Ibid⁴⁶

. The impact of Musharakah financing on the monetary policy in the Islamic economy 47
,hatim adela, <https://www.emerald.com/insight/content/doi/10.1108/REPS-10-2018-014/full/html>

<https://islamicmarkets.com/education/risk-of-loss-in-musharakah> Retrieved on 22/3/2020 Ibid⁴⁸